جلد ۱۲ تبوک ۱۳۵۰ ہش شمارہ ۹

ستمبر ۱۹۷۱ء

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۵۰ ہش

رجب ۱۳۹۱ھ ۔ ستمبر ۱۹۷۱ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

چندہ سالانہ آٹھ روپے ۔۔۔ فی پرچہ ستّر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۲ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۰ ھش

الٰہی نصرت اور تائید کو جذب کرنے کا عظیم ذریعہ ——— دعا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ۔ (مومن ۵۲)

ہم اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی ضرور مدد کریں گے اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (روم)

مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر زمانہ اور ہر دَور میں اپنے مومن اور مخلص بندوں کی مدد کرتا آیا ہے اور وہ ہمیشہ کامیاب رہے۔ اس سے انہوں نے اپنی منزلِ مقصود کو پالیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے وہ وارث ہوئے اور ان کے مقابلہ میں ان کے مخالف ہمیشہ ناکام و نامراد رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام دنیا میں مبعوث ہوئے ... نے ان کی مخالفت کی انہیں مجنون اور پاگل کہا اور مار ڈالنے کی

دھمکی دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی

اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اے اللہ دشمن نے مجھے مغلوب کر لیا ہے اب تو ہی میرا بدلہ ان سے لے

آپ کی اس دعا نے بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت کو پایا اور ایک عظیم طوفان آیا جس میں آپ کی قوم غرق ہوگئی۔ ان کی طاقت اور قوت انہیں تباہی اور ہلاکت سے بچا نہ سکی۔ لیکن نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے مٹھی بھر لوگ جو دنیا کی نظر میں حقیر و ذلیل نظر آتے تھے اس طوفان سے بالکل محفوظ و مصئون نکل آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے آگ میں ڈال دیا اور اپنی طرف سے یہ سمجھ لیا کہ وہ اب ان کی تدبیر سے بچ نہیں سکیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے وعدوں کا سچا ہے ان کی مدد کو آیا اور آگ سے کہا۔

كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور ان کی سلامتی کا موجب بن جا۔

عاد و ثمود کی اقوام اپنے زمانہ کی زبردست اور طاقتور قومیں تھیں انہوں نے بھی اپنے نبیوں کا انکار کیا ان کی تکذیب کی اور ان کو حقیر و ذلیل جان کر ان کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان برگزیدوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور عاد اور ثمود باوجود اپنی زبردست قوتوں اور ظاہری سامانوں کے تباہ و برباد ہوگئیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون نے کتنی تعلّی کی اور کس غرور اور نشہ میں ان کا اور ان کی قوم کا تعاقب کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نیل کی موجوں سے کہا تو موسےٰ اور بنی اسرائیل کو راستہ دے دے اور جب فرعون اور اس کے متبعین تیرے پانیوں میں قدم رکھیں تو تو انہیں نگل جا۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے گزر جانے کے بعد جب فرعون اور اس کے لشکر پانی میں سے گزرنے لگے تو اس کی موجوں نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بلکہ فرعون کی نعش کو اب تک محفوظ رکھ کر اسے آئندہ آنے والوں کے لئے عبرت کا موجب بنا دیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہدایت کے لئے رحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوئے تو کفارِ مکہ کس قدر اپنی طاقت اور قوت پر اعتماد کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مٹھی بھر مسلمانوں کے مقابلہ میں بدر کے مقام پر نکلے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں نے نہ صرف کفارِ مکہ کو شکست فاش دی۔ بلکہ کفارِ مکہ کے انا و لاغیری کا نعرہ لگانے والے سردار۔ جرنیل اور لیڈر مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت کی موت مرے۔ غرض اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے یہ وعدہ ہے کہ جب بھی دنیا میں انہیں ضرورت پڑے گی خدا تعالیٰ ان کی مدد کو آئے گا اور یہ وعدہ ابتدائے آفرینش سے اب تک ہمیشہ پورا ہوتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو جذب کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ علاوہ دعا کے

کھنچی ہے اور اللہ تعالےٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جس سے کام بن جائے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے اور ان کی مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے سب انبیاء نے اس پر زور دیا ہے۔ ہر ایک مذہب جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا کبھی کسی زمانہ میں قائم ہوا اور ہر ایک وحی جو کسی زمانہ میں اور دنیا کے کسی گوشہ میں نازل ہوئی اس میں دعا کی تعلیم دی گئی ہے اور خصوصیت سے اس پر زور دیا گیا ہے۔ اور اسلام کا تو خاص فخر دعا ہے

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں دعا کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے فرماتا ہے

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن ٦)

تم مجھے پکارو تم مجھ سے دعا کرو میں تمہیں جواب دوں گا میں تمہاری مدد کو آؤں گا

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ ۱۸۷)

جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رویائے صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف و الہام کے واسطہ سے۔ نیز دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے ...... دعا بڑی دولت ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہیں آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعے میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

" دعا کو مضبوطی سے پکڑلو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو حل کر دے گا۔" (ملفوظات جلد ہفتم)

دُعا کے بعض آداب ہیں دعا کرتے وقت ان کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے اور ایسا کرنا اس کی قبولیت کو یقینی بنا دیتا ہے۔ دُعا کرتے وقت انسان کو اپنی کمزوریوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اسے اپنا نفس مار دینا چاہیئے۔ اس کے اندر رقّت اور گدازش پیدا ہونی چاہیئے اور خدا تعالیٰ پر یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ دعا قبول کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پھر دعا میں استقلال اور دوام اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ دعا کرنے سے اُکتا نہیں جانا چاہیئے بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہیئے قبولیت کا وقت ضرور آئے گا۔ پھر دعائیں کرتے وقت پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہئیں جن کی قبولیت لازمی ہے۔ مثلاً انسان اپنے مقصد کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ انبیاء کی عزّت و توقیر بڑھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ پھر قرآنی اور مسنون دعائیں ہیں۔ یہ بھی بڑی بابرکت ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ ہے یہ بڑی جامع دعا ہے۔ یہ جہاں تمام منافع اور مفاد اپنے اندر رکھتی ہے وہاں ہر قسم کی مضرتوں اور نقصانوں سے انسان کو بچاتی ہے۔ اسلام کی اشاعت و ترقی کے لئے دعا کی جائے کہ اس کا غلبہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کو منظور رہے۔ پھر وہ دعائیں کرنی چاہئیں جن کی زمانہ کی ضرورت اور اہمیت کے مطابق خلیفۂ وقت تحریک کرتے ہیں کہ ان دعاؤں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور ان کا پورا ہونا یقینی ہوتا ہے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین دعاؤں کے لئے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔ ایک تو پاکستان کی سالمیت اور استحکام اور اس کے موجودہ اقتصادی اور سیاسی مشکلات سے نجات پانے کے لئے دعا ہے۔ پاکستان کو خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کے سلسلہ میں قائم کیا ہے۔ اس کا قیام اسلام کی فتوحات اور ترقیات کا زینہ ہے۔ اس کے قیام سے مسلمانوں کو سانس لینے کا موقعہ میسر آیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی۔ گویا پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے دعائیں کرنا بھی دراصل اسلام کی اشاعت و ترقی کے لئے دعائیں کرنا ہے اور یہ دعائیں ایسی ہیں جو یقیناً قبول ہوں گی۔

دوسری دعا جس کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی

کے لئے اس جماعت کو قائم کیا ہے اور اس کی اشاعت و ترقی کے لئے دعائیں خدائی منشاء کے عین مطابق ہیں۔ اسلام کی ترقی اور غلبہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے لیکن اس مہم میں حصہ لے کر اور اس کے لئے دعائیں کر کے ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو جذب کر سکتے ہیں۔

پھر خود خلیفۂ وقت کی صحت و سلامتی اور بابرکت اور کام کرنے والی لمبی زندگی کے لئے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ اور کامیاب ترین منصوبے تیار کرنے اور جماعت کی صحیح راہ نمائی کی توفیق عطا فرمائے۔ خلیفہ خدا تعالیٰ خود بناتا ہے اور وہ خود اس کی تائید و نصرت کرتا ہے۔ اس کی خود حفاظت کرتا ہے لیکن ہم اس کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں کر کے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کر سکتے ہیں۔

غرض یہ ساری دعائیں ایسی ہیں جو الٰہی منشاء کے عین مطابق ہیں یہ دعائیں کریں اور ان کے ساتھ ساتھ اپنی ذاتی اغراض کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت کے نتیجہ میں اور اس کے دین کی فکر اور اس کے لئے درد رکھنے کی وجہ سے آپ کی یہ دعائیں قبول کرلے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی فتح کے لئے جو آخری حربہ دیا گیا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے مہیا کردہ اس ہتھیار سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا مورد بنائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

"اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو۔ تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کرتا . . . . . غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم)

"تم لوگوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کریگا"

(الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں آپ کے خلفائے کرام نے بھی دعا پر بہت زور دیا ہے اور جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے کہ اسلام کی حجت تمام مخالفین اسلام پر پوری ہو اور اس کے نتیجہ میں وہ اسلام کی خوبیوں اور حسن کو جاننے اور پہچاننے لگیں اور یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اسلام کے حسن کو چھپانے کے لئے اور اسے کمزور بنانے کے لئے ہزاروں منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ دنیا کی تمام طاقتیں اس کے مقابلہ میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ظاہری طور پر ہماری حیثیت ہی کیا ہے۔ ہم انتہائی طور پر عاجز ہیں۔ ہم اپنی ذمہ داریوں کو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے ساتھ ہی نباہ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے حصول کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ہم دعا کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"صرف دُعا کے ذریعہ ہمیں وہ چیز مل سکتی ہے جو آج ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق دے سکتی ہے اور اپنے مقصد کے حصول کی توفیق دے سکتی ہے اور ہمیں کامیاب کر سکتی ہے اور اس کے بغیر ہمارا کوئی چارہ ہی نہیں۔" (الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

"ہمارا ہتھیار دعا ہی ہے جس سے کامیابی ہوگی۔ ہماری تمام تدبیریں تبھی کامیابی کا منہ دیکھ سکیں گی۔ اگر ہم ان کے ساتھ دعاؤں کو شامل کرلیں۔ دعا ہی ہمیں دنیا میں فتح دے سکتی ہے۔" (الفضل ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء)

"دعا ہماری زندگی کا ہماری جد و جہد کا اور ہماری کوشش کا سہارا ہے۔ دعا کو اپنے کمال تک پہنچاؤ۔ اپنے رب پر پورا بھروسہ رکھو۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ اگر اس کی رضا کو پالوگے۔ اگر اس کی خوشنودی اور محبت کو حاصل کرلوگے تو دنیا جو چاہے کرے دنیا کی آج کی طاقت اور کل کی طاقت مل کر بھی ہمیں غلبۂ اسلام سے روک نہیں سکتی اور تمہیں ناکام نہیں رکھ سکتی۔" (الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء)

وہ درد جو لذّت سے بہتر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"درد جس سے خدا راضی ہو اس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔" (الوصیت)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چار مراتبِ کمال جن کو طلب کرنا ہر مومن کا فرض ہے

جو شخص ان چاروں مراتبِ کمال سے محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے

"وہ چار کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں۔

۱۔ اوّل یہ کہ امورِ غیبیہ بعد استجابت یا اَور طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے رہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں کہ اُس کثرتِ مقدار اور صفائِ کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور ان کے کمّی اور کیفی کمالات میں احتمالِ شرکتِ غیر بکلّی معدوم بلکہ محالات میں سے ہو یعنی جس قدر اُس پر اسرارِ غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی دعائیں قبول ہو کر ان قبولیتوں سے اس کو اطلاع دی جاوے اور جس قدر اُس کی تائید میں آسمان اور زمین اور انفس اور آفاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں بکلّی غیر ممکن ہو جو ان کی نظیر کوئی دکھلا سکے یا اُن کمالات میں مقابلہ پر کھڑا ہو سکے۔ اور اس قدر علم غیوبِ الٰہیہ اور کشفِ انوارِ نامتناہیہ اور تائیداتِ سماویہ بطورِ خارقِ عادت اور اعجاز اور کرامت اُس کو عطا کی جائے کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے اور ایک عظیم الشان روشنی ہے جو آسمان سے اتر کر زمین پر پھیل رہی ہے اور یہ امور اُس حد تک پہنچ جائیں جو بہ بداہت نظر خارقِ عادت اور فائق الحصر دکھائی دیں اور یہ کمال کمالِ نبوت سے موسوم ہے۔

۲۔ اور دوسرا کمال جو بطور نشان کے امام الاولیاء اور سید الاصفیاء کے لئے ضروری ہے وہ فہمِ قرآن اور معارف کی اعلیٰ حقیقت تک وصول ہے۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کی ایک ادنیٰ تعلیم ہے اور ایک اوسط اور ایک اعلیٰ۔ اور جو اعلیٰ تعلیم ہے وہ اس قدر انوارِ معارف اور حقائق کی روشن

درجہ کے اہلِ صفوت اور اربابِ طہارت فطرت ان سچائیوں کو پاتے ہیں جن کی سرشت سراسر نور ہو کر نور کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ سو اوّل مرتبہ صدق کا جو ان کو حاصل ہوتا ہے دنیا سے نفرت اور ہر ایک لغو امر سے طبعی کراہت ہے اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک دوسرے درجہ پر صدق پیدا ہوتا ہے جس کو اُنس اور شوق اور رجوع الی اللہ سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک تیسرے درجہ کا صدق پیدا ہوتا ہے جس کو تبدّلِ اعظم اور انقطاعِ اتم اور محبّتِ ذاتیہ اور فنا فی اللہ کے درجہ سے تعبیر کرسکتے ہیں اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد روحِ حق انسان میں حلول کرتی ہے اور تمام پاک سچائیاں اور اعلیٰ درجہ کے معارف و حالات بطریقِ طبیعت و جبلّت بکمال وجہ و شرحِ صدر اس شخص کے نفسِ پاک پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور عمیق در عمیق معارفِ قرآنیہ اور نکاتِ شرعیہ اس شخص کے دل میں جوش مارتے اور زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ اور وہ اسرارِ شریعت اور لطائفِ طریقت اس پر کھلتے ہیں جو اہلِ رسم اور عادت کی عقلیں ان تک پہنچ نہیں سکتیں۔ کیونکہ یہ شخص مقامِ نفحاتِ الٰہیہ پر کھڑا ہوتا ہے اور روح القدس اس کے اندر بولتی ہے اور تمام کذب اور دروغ کا حصہ اس کے اندر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ یہ رُوح سے پاتا اور رُوح سے بولتا اور روح سے لوگوں پر اثر ڈالتا ہے اور اس حالت میں اس کا نام صدّیق ہوتا ہے کیونکہ اس کے اندر سے بکلّی کذب کی تاریکی نکلتی اور اس کی جگہ سچائی کی روشنی اور پاکیزگی اپنا دخل کرتی ہے اور اس مرتبہ پر اعلیٰ درجہ کی سچائیوں کا ظہور اور اعلیٰ معارف کا اس کی زبان پر جاری ہونا اس کے لئے بطور نشان کے ہوتا ہے۔ اس کی پاک تعلیم جو سچائی کے نور سے خمیر شدہ ہوتی ہے دنیا کو حیرت میں ڈال دیتی ہے اس کے پاک معارف جو سرچشمہ فنا فی اللہ اور حقیقت شناسی سے نکلتے ہیں۔ تمام لوگوں کو تعجب میں ڈالتے ہیں اور اس قسم کا کمال صدّیقیت کے کمال سے موسوم ہے۔

یاد رہے کہ صدّیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو۔ مثلاً ان کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیتِ باری تعالیٰ کیا شے ہے اور اس کی اطاعت کیا شے اور محبتِ باری عزّ اسمہٗ کیا شے۔ اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہوسکتی ہے اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی کیا حقیقت ہے اور توبہ کی کیا حقیقت ہے اور صبر اور توکل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور وفا اور تواضع اور سخا اور ابتہال اور دعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتقاء وغیرہ اخلاقِ فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں۔ پھر ماسوا اس کے ان تمام صفاتِ فاضلہ پر قائم بھی ہو۔

اور تیسرا کمال جو اکابر اولیاء کو دیا جاتا ہے مرتبۂ شہادت ہے اور مرتبۂ شہادت سے وہ مرتبہ مراد ہے جبکہ انسان اپنی قوتِ ایمان سے اس قدر اپنے خدا اور روزِ جزا پر یقین کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ [illegible]

کی ہر ایک قضاء و قدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دل میں نازل ہوتی اور تمام صحن سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے اور ہر ایک ایلام انعام کے رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ سو شہید اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قوتِ ایمانی کی وجہ سے خدا تعالےٰ کا مشاہدہ کرتا ہو اور اس کے تلخ قضاء و قدر سے شہدِ شیریں کی طرح لذّت اٹھاتا ہے اور اسی معنے کے رُو سے شہید کہلاتا ہے اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے۔

اور اس کے بعد ایک چوتھا مرتبہ بھی ہے جو کامل اصفیاء اور اولیاء کو اکمل اور اتم طور پر ملتا ہے اور وہ صالحین کا مرتبہ ہے اور صالح اسی وقت کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ ہر ایک فساد سے اس کا اندرون خالی اور پاک ہو جائے اور ان تمام گندے اور تلخ مواد کے دُور ہونے کی وجہ سے عبادت اور ذکر الٰہی کا مزہ اعلےٰ درجہ کی لذّت کی حالت پر آجائے۔ کیونکہ جس طرح زبان کا مزہ جسمانی تلخیوں کی وجہ سے بگڑ جاتا ہے ایسا ہی روحانی مزہ روحانی مفاسد کی وجہ سے متغیر ہو جاتا ہے اور ایسے انسان کو کوئی لذت عبادت اور ذکر الٰہی کی نہیں آتی اور نہ کوئی انس اور ذوق اور شوق باقی رہتا ہے۔ لیکن کامل انسان نہ صرف مواد فاسدہ سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ یہ صلاحیت بہت ترقی کر کے بطور ایک نشان اور خارق عادت امر کے اس میں ظاہر ہوتی ہے۔ غرض یہ چار مراتب کمال ہیں جن کا طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص اس سے بکلی محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے سورۂ فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہی دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی اور صدّیق اور شہید اور صالحین ہیں اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے۔"

(تریاق القلوب)

مابہ الامتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِدھر (دعا) کی جاتی ہے اور اُدھر جواب مل جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا راحت ہو سکتی ہے اور یہی مابہ الامتیاز امر ہوتا ہے جو ماموریں اور دوسروں میں رکھ دیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۷۲)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

إِنِّي رَأَيْتُ يَدَ الْمُهَيْمِنِ حَافِظِي

میں نے خدا کا ہاتھ اپنا محافظ دیکھا۔

بَادِرْ إِلَيَّ سَأُخْبِرَنَّكَ مُشْفِقًا — عَنْ ذَالِكَ الْوَجْهِ الَّذِي أَصْبَانِي

میری طرف دوڑ کہ میں تجھے شفقت کی راہ سے خبر دوں گا اس منہ سے جس نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔

أُعْطِيتُ نُورًا مِّنْ ذُكَاءِ مُهَيْمِنِي — لِأُنِيرَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

مجھے اپنے خدا کے آفتاب سے ایک نور ملا ہے۔ تا کہ میں جنگلوں اور آبادیوں کو روشن کروں۔

بَارَزْتُ لِلّٰهِ الْمُهَيْمِنِ غَيْرَةً — أَدْعُو عَدُوَّ الدِّينِ فِي الْمَيْدَانِ

میں اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کی راہ سے میدان میں نکلا ہوں۔ اور دشمن دین کو میدان میں بلاتا ہوں۔

وَاللهِ إِنِّي أَوَّلُ الشُّجْعَانِ — وَسَتَعْرِفَنَّ إِذَا الْتَقَا الْجَمْعَانِ

اور بخدا میں سب بہادروں سے پہلے ہوں۔ اور عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا جب دونوں لشکر ملیں گے۔

مَنْ كَانَ خَصْمِي كَانَ رَبِّي خَصْمَهُ — قَدْ بَارَزَ الْمَوْلٰى لِمَنْ بَارَانِي

جو شخص میرا دشمن ہو خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہوگا۔ — خدا اس کے مقابلہ پر نکلا جس نے میرا مقابلہ کیا۔

إِنِّي رَأَيْتُ يَدَ الْمُهَيْمِنِ حَافِظِي — وَمُؤَيِّدِي فِي سَائِرِ الْأَحْيَانِ

میں نے خدا کا ہاتھ اپنا محافظ دیکھا۔ — اور ہر ایک وقت میں اپنا مؤید پایا۔

مِنْ فَضْلِهِ إِنِّي كَتَبْتُ مَعَارِفًا — أَدْخَلْتُ بَحْرَ الْعِلْمِ فِي الْكِيزَانِ

یہ اس کے فضل سے ہے جو میں نے معارف لکھے — میں نے علم کا دریا کوزہ میں داخل کردیا۔

(نور الحق حصہ دوم)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

راہِ حق بر صادقاں آساں تر است

صادقوں پر خدا کا راستہ پانا آساں تر ہے

راہِ حق بر صادقاں آساں تر است ۔۔۔ ہر کہ جوید دامنش آید بدست

صادقوں پر خدا کا راستہ پانا آساں تر ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو اس کا دامن اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا ۔۔۔ رہ دہندش سُوئے آں ربّ السما

جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اس کا وصل چاہتا ہے اس کے لئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے۔

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار ۔۔۔ کید و مکر ایں جا نمے آید بکار

یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے۔ مکر اور چالاکی یہاں کام نہیں دیتے

صدق مے باید برائے وصلِ دوست ۔۔۔ ہر کہ بے صدقش بجوید حُمقِ اوست

دوست کے وصل کے لئے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے

صدق ورزے در جنابِ کبریا ۔۔۔ آخرش مے یابد از یُمنِ وفا

خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخرکار اپنی وفا کی برکت سے اسے پالیتا ہے۔

صد درے مسدود بکشاید بہ صدق ۔۔۔ یارِ رفتہ باز مے آید بہ صدق

سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں کھویا ہوا دوست صدق کی وجہ سے واپس آجاتا ہے۔

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں ۔۔۔ کز پئے جاناں بکف دارند جاں

سچوں کی یہی علامت ہے کہ محبوب کی خاطر ان کی جان ہتھیلی پر ہوتی ہے۔

دوختہ در صورتِ دلبر نظر ۔۔۔ واز ثنا و سبِّ مردم بے خبر

دلبر کی صورت پر ان کی ٹکٹکی لگی ہوتی ہے۔ اور لوگوں کی تعریف اور مذمت سے وہ بے خبر ہوتے ہیں

بدظنّی بہت سی دیگر بدیوں کا موجب بن جاتی ہے

جو لوگ بدظنّی کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سُن لیتے نہیں مرتے

— سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ —

"جب تک شرارتوں اور گناہوں کی ماں اور جڑ دُور نہ ہو تب تک کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی اور تاوقتیکہ اصلی جڑ اور اصلی محرک بدی کا دُور نہ ہو فردی بدیاں کبھی دُور نہیں ہو سکتیں۔ جب تک بدیوں کی جڑ نہ کاٹی جائے تب تک تو وہ بدیوں کو اپنی طرف کھینچے گی اور دوسری بدیاں اپنا پیوند اس سے رکھیں گی۔ مثلاً شہوت بد ایک گناہ ہے۔ بدنظری، زنا، لواطت، حُسن پرستی سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ حرص اور طمع جب آتا ہے تو چوری، جعل سازی، ڈاکہ زنی، ناجائز طور سے دوسروں کے مال حاصل کرنے اور طرح طرح کی دھوکہ بازیاں بھی سب اسی کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں۔

غرض یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض باتیں اصل ہوتی ہیں اور بعض ان کی فروعات ہوتی ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتے وہ کوئی حقیقی اور سچی نیکی ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور وہ کسی کامل خلق کا نمونہ نہیں دکھا سکتے۔ کیونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کے قائل نہیں ہوتے۔ ... جو لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے وہ بھی کسی حقیقی نیکی کو کامل طور پر عمل میں نہیں لا سکتے۔ نیکیوں کا آغاز جزا سزا کے مسئلہ سے ہی ہوتا ہے جو شخص جزا سزا کا قائل نہیں ہوتا وہ نیکیوں کے کام بھی نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کے الفاظ سے مجھے رنج پہنچتا ہے وہ کسی کی نسبت ویسے الفاظ کیوں استعمال کرنے لگا۔ یا جو شخص اپنی لڑکی سے بدنظری اور بدکاری کروانا نہیں چاہتا اور اسے ایک بُرا کام سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لڑکیوں سے بدنظری کرنا کب جائز سمجھتا ہے ایسے ہی جو اپنی ہتک کو بُرا خیال کرتا ہے وہ دوسروں کی ہتک کبھی نہیں کرتا۔ بہرحال یہاں اللہ تعالےٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گُر بتایا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ایماندارو! ظن سے بچنا چاہیئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔ ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے اپنی حاجت برآری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظن کی بناء پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہیئے تھی عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔ کئی لوگوں سے میں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپ کے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سماں اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا تو انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوءظن ہوتا ہے۔ میں نے اگر کبھی سوءظن کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرمادی کہ بات اس کے خلاف نکلی۔ میں اس میں تجربہ کار ہوں اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءظنیوں سے بچو اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے اسی واسطے اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوءظن کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کرلیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ اور یہ خیال کرکے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا۔ ایک بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس میں غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے فرمایا اللہ کریم نے

وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا

غرض خوب یاد رکھو کہ سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ آج کل ماہِ رمضان ہے اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے اس لئے یہ بات میں نے روزہ پر بیان کی ہے۔ اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا:۔

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ

اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کے کباب ... بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ایسا ہی آدمی ہوتا ہے

جو اپنے مُردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی تب اُس سے قے کرائی گئی تو اُس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بُو بھی آتی تھی۔

یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں یہ واقعات ہیں جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے نہیں مرتے اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو بغض اور کینہ سے اجتناب اور کلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ میری نہ کوئی جاگیر مشترکہ ہے نہ کوئی مکان مشترکہ ہے۔ میرا کوئی معاملہ دنیا کا کسی سے مشترکہ نہیں۔ اسی طرح میں اوروں پر قیاس کرتا ہوں کہ وہ بھی یہاں آکر الگ تھلگ ہوں گے اور اگر کچھ معمولی سی شراکت ہوگی بھی تو کوشش کرنے سے بالکل الگ ہو سکتے ہیں۔ انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں۔ اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ سے (دعا کرو کہ وہ) اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔ یاد رکھو اللہ کریم توّاب الرّحیم ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا۔ بدصحبتوں سے کلی کنارہ کش ہو جاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ چوہڑی یا لوہار کی بھٹی یا کسی عطار کی دکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی۔ ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا اور اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے۔ اور مردار کھانے کی مانند ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔

تقویٰ اختیار کرو اور پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے۔ ہم تو اخباروں کے اخبار ہر روز معرفت کے پیش کرتے ہیں گو فائدہ تو ہوتا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو اور بہتوں کو ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے آمین　　　(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

" فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ معصوم اور محفوظ ہونا تمہارا کام نہیں ہے خدا کا ہے۔ ہر ایک نور اور طاقت آسمان سے ہی آتی ہے۔"　(ملفوظات جلد ششم ص۲۷)

سب سے پہلا گناہ جو انسان کی دائمی ہلاکت کا موجب بنا

تکبّر

سلطان احمد پیر کوٹی نائب مدیر

اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے نیکی اور بدی کے دونوں راستے رکھ دیئے ہیں اور اسے اختیار دیا ہے کہ ان دونوں راستوں میں سے جس کو چاہے اپنے لئے منتخب کرلے۔ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ دین میں کوئی جبر روا نہیں رکھا گیا۔ اس کے احکام کسی پر ٹھونسے نہیں جاتے بلکہ ہر امر کا حُسن و قبح بیان کردیا جاتا ہے۔ آگے انسان کو اختیار ہے کہ وہ اچھے پہلو کو اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا وارث ہوجائے یا بُرے پہلو کو اختیار کرکے اس کے غضب کا مورد بن جائے۔ بہت سے لوگ شیطان کے اثر کے نیچے آکر بُرے پہلو کو اختیار کرلیتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کے غضب کا مورد بن جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے یہ تعلیم پیش کی ہے کہ سب بنو آدم برابر ہیں۔ جہاں تک انسانیت کا سوال ہے۔ ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ اگر دنیا میں خاندانی تمیز پائی جاتی ہے تو وہ محض پہچان کی غرض سے ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی انسان دوسرے پر اپنی برتری اور فوقیت ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (ذاریات)

اے لوگو ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کردیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَّ لَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَّلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى (مسند احمد بن حنبل)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا۔ اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ

بھی ایک تھا پس ہوشیار ہو کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ اسی طرح سرخ و سفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے

پھر فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَآءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ترمذی ابواب المناقب)

اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے ایمان کے ذریعہ تم میں سے زمانہ جاہلیت کے بے جا کبر و غرور اور آباء و اجداد کی وجہ سے بے جا تفاخر کرنے کی مرض کو دور کر دیا ہے۔ کیونکہ اسلامی پیمانہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص خدا کو ماننے والا اور نیک عمل بجا لانے والا ہوتا ہے اور دوسرا بد عمل ہوتا ہے اور اچھے اوصاف سے محروم اور یاد رکھو کہ سب لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔

لیکن انسان اس اصل کو بھول جاتا ہے اگر اسے کوئی علمی۔ مالی یا نسبی خصوصیت حاصل ہو جائے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائیوں پر اپنی فوقیت اور برتری ظاہر کرنے لگ جاتا ہے وہ انہیں اپنے مقابلہ میں حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس نقص کو تکبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

محض عزت نفس اور خود پسندی تکبر نہیں بلکہ یہ ایک اچھا خلق ہے جس کا وجود ہر شریف اور با اخلاق آدمی کے لئے ضروری ہے چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ

کسی مرد کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔

لیکن ایسی خود پسندی جو دوسروں کی تحقیر اور اپنی بلندی کے اظہار کے لئے اختیار کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبر کی وضاحت فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (مسلم)

جس آدمی میں ذرہ بھر تکبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو جوتی اچھی ہو وہ خوبصورت لگے۔ آپ نے فرمایا یہ تکبر نہیں

اللہ تعالیٰ جمیل (خوبصورت) ہے اور جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہے۔ تکبّر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے لوگوں کو ذلیل سمجھے اور ان سے بُری طرح پیش آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبّر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے .... جو اپنے کسی مال یا حشمت کا تصور کرکے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے .... وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن وجمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے .... ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴، ۲۵)

نیز فرماتے ہیں:۔

"جس کے اخلاق اچھے نہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبّر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہوگیا۔" (البدر ۸ مارچ ۱۹۰۸ء)

آپ نے ایک جگہ تکبّر کی بڑی مختصر اور جامع اور مانع تعریف بیان فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں:

"دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبّر ہے۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء)

تکبّر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تکبّر نسب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انسان اپنے آپ کو برتر خاندان کا فرد خیال کرتا ہے اور دوسرے کو حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ ایک تکبّر علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انسان اپنے آپ کو

لحاظ سے اپنی برتری کا اظہار کرتا ہے اور دوسرے کو کنگال اور حقیر سمجھتا ہے۔ غرض اس کی کئی اقسام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اس سے نجات پا لوں گا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبیر کہتا ہے کہ اچھا ہوا ہم نے چماروں کے گھر جنم لیا۔ کبیرا اچھا ہوا ہم نیچ بھلے سب کو کریں سلام" (بدر ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

ایک اور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں۔ لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔ بعض اوقات یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولت مند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے بعض اوقات تکبر علم سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۴ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرض کہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بُو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۴ء)

اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان آیت ۱۹)

تُو تکبر کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اپنے گال مت پھلا اور زمین میں متکبر بن کر اور اکڑ کر مت چل اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا

دوسری جگہ عباد الرحمٰن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان)

رحمٰن خدا کے سچے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں تکبر کے ساتھ نہیں چلتے۔

نیز فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ (الاعراف آیت ۲۰۷)

جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں یعنی اس کے مقرب ہیں وہ اپنے رب کی عبادت سے اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھتے۔

لیکن اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود انسان نے ہمیشہ گھمنڈ اور تکبر سے کام لیا اور خدا تعالےٰ کی طرف سے جو بھی صداقت آئی اسے حقارت سے مسترد کر دیا۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بن کر اس کے عذاب کا مورد ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیش کردہ تعلیم کو ابلیس نے ناقص اور اپنے لئے نامناسب خیال کیا اور نفرت سے اسے ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالےٰ اس کی اس حرکت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے اِسْتَكْبَرَ۔ ابلیس نے اس وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کیا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت میں اپنی بڑائی کے کھوئے جانے کا خطرہ محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کی یہ وجہ بیان کی کہ

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (اعراف آیت ۱۳)

میں آدم (علیہ السلام) سے بہتر ہوں تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اس لئے جس سانچے میں تو چاہے وہ ڈھل سکتا ہے۔ لیکن میری فطرت میں تو نے آگ رکھی ہے اس لئے میں آزاد مزاج ہوں میں کسی کی بات نہیں مان سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابلیس خدا تعالےٰ کے غضب کا شکار ہو گیا اور اس سے کہا۔

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (اعراف آیت ۱۴)

تو اس جنت سے چلا جا کیونکہ تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو اس میں تکبر سے کام لے۔ پس یہاں سے نکل جا تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے خدائے واحد کی تعلیم پیش کی تو آپ کی قوم نے بھی تکبر سے کام لے کر اس تعلیم کو رد کر دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا قول خدا تعالےٰ نے یوں نقل

وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا (نوح)

اور جب مَیں نے کبھی ان کو تبلیغ کی تا تو ان کو معاف کردے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے سر کے گرد کپڑے باندھ لئے تا میری آواز انہیں سنائی نہ دے۔ اور انکار پر اصرار کیا اور شدید تکبّر سے کام لیا۔

اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِھِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ یَجِدُوْا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْصَارًا (نوح)

وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے اور اللہ کے سوا انہوں نے اپنے لئے کوئی مددگار نہ پایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا میں مبعوث ہوئے اور آپ کی قوم نے بھی تکبّر سے کام لیا اور اپنے آپ کو تمام طاقتوں اور قوتوں کے مالک خیال کرکے کہا۔ ابراہیم (علیہ السلام) تمہارے سامنے کیا ہے :۔

حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ (عنکبوت)

اس شخص کو جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم نے کچھ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

لیکن آپ کی قوم اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں اور دنیوی غلبہ کے باوجود خدا کے قہر سے بچ نہ سکی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ (الانبیاء آیت ۷۱)

انہوں نے ابراہیم (علیہ السلام) سے بُرا سلوک کرنا چاہا تو ہم نے ان کو ناکام و نامراد بنادیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی تکبّر سے کام لیا اور آپ کے پیغام کو ٹھکرادیا۔ اس نے آپ کی اطاعت سے انکار کیا اور کہا :۔

اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ اِنَّھُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَھَّرُوْنَ (النمل آیت ۵۷)

لوط کے خاندان کو اپنے شہر سے نکال دو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو بڑا نیک بننا چاہتے ہیں۔

یہ تکبّر ان کو لے ڈوبا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

[illegible]

اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی (یعنی بارش کی شکل میں عذاب نازل ہوا) اور جن کو عذاب کا پیغام پہنچ چکا ہو ان کی بارش بہت بُری ہوتی ہے۔

قوم عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کے مقابلہ میں تکبّر سے کام لیا جب آپ نے انہیں پیغام خداوندی سنایا تو انہوں نے کہا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (اعراف آیت ۶۷)

ہم تم کو یقیناً بے وقوفی میں مبتلا پاتے ہیں۔ اور ہم تجھے یقیناً جھوٹوں سے خیال کرتے ہیں

اور یہ تکبّر اللہ تعالےٰ کو پسند نہ آیا اس نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا اور انہیں تباہ و برباد کردیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (اعراف آیت)

جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور مومنوں میں شامل نہ ہوئے ہم نے ان کی جڑ تک کاٹ دی۔

ثمود قوم بھی اپنے زمانہ میں بڑی شان دبدبہ اور قوت کی مالک تھی۔ دنیا کی ہر نعمت ان کے پاس تھی۔ اس کی وجہ سے وہ تکبّر کا شکار ہوگئی۔ حضرت صالح علیہ السلام ان کے پاس آئے اور انہیں پیغام خداوندی سنایا۔ توانہوں نے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں سے جنہیں وہ ضعفاء اور مکین خیال کرتے تھے کہا،

اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (اعراف آیت ۷۷)

جس تعلیم پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

اور ان کے اس تکبّر کا انجام یہ ہوا کہ

اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (الاعراف آیت ۷۹)

ان کو زلزلہ نے پکڑلیا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے رہ گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین نے پیغام خداوندی سنکر کہا:۔

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا (ھود آیت ۹۲)

اے شعیب جو تو کہتا ہے اس میں سے بہت سا حصہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اور ہم تجھے اپنے درمیان ایک کمزور آدمی سمجھتے ہیں۔

قوم ہود کی طرح قوم مدین کا تکبّر بھی خدا تعالےٰ کو پسند نہ آیا اور

اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (ھود آیت ۹۵)

جن لوگوں نے ظلم کا شیوہ اختیار کیا تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے مقابلہ میں تکبر سے کام لیا تھا انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں زمین سے چمٹے ہوئے تباہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرعون کی طرف مبعوث ہوئے تو انہوں نے اور اس کے چیلوں نے بھی تکبر سے کام لیا۔ اور آپ کے لائے ہوئے پیغام کو رد کر دیا۔

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْماً عَالِيْنَ (المومنون آیت ۴۷)

انہوں نے تکبر کیا اور سرکش لوگوں میں سے بن گئے۔

انہوں نے کہا۔ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ (المومنون آیت ۴۸)

کیا ہم ان دو انسانوں پر ایمان لے آویں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے سامنے نشانات الٰہیہ پیش فرمائے تو

جَحَدُوْا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْماً وَّعُلُوّاً (النمل آیت ۱۵)

انہوں نے اصرار سے ظلم اور تکبر کرتے ہوئے ان نشانوں کا انکار کیا۔

اس تکبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور اس کے عذاب نے انہیں گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفاً وَّمَثَلاً لِلْاٰخِرِيْنَ (زخرف آیات ۵۶، ۵۷)

جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے ان کو ایک گزرا ہوا افسانہ بنا دیا۔ نیز بعد میں آنے والوں کے لئے ایک عبرت کا ذریعہ بنا دیا۔

حضرت خاتم الانبیاء سرور کائنات فخر موجودات سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپؐ کی قوم بھی مخالفین حق کی سنت قدیمہ کے مطابق آپؐ سے تکبر سے پیش آئی۔ مثلاً انہوں نے یہ کہا۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ (زخرف)

قرآن کریم دونوں بڑے شہروں (مکہ اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا۔

پھر انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو ذلت نصیب ہوئی وہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے ـــ غرض تکبر ایسی مرض ہے جو انسان کو صداقت کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان صداقت کے انکار پر مجبور اور خدا تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے

سے دُور نہ ہو۔ یہ قبولِ حق اور فیضانِ الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے کسی طرح سے بھی تکبّر نہیں کرنا چاہیئے۔ نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہیں باتوں سے یہ تکبّر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبّر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دعا کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ .... میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن ہے کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے۔ کہ انسان کسی قسم کا تکبّر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء)

پھر فرماتے ہیں: "تکبّر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ تکبّر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے اس لئے کہ تکبّر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبّر نہ ہو بلکہ انکسار عاجزی اور فروتنی اس میں پائی جاوے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں" (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

پس تکبّر انسان کو صداقت کے قبول کرنے سے روکتا ہے اور صداقت کا انکار انسان کے تقوے کو سخت صدمہ پہنچاتا ہے اس میں اگر خشیت الٰہی پائی جاتی ہو تو وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضؓ فرماتے ہیں:-

"صداقت کا انکار کرکے انسان کے تقوے کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور اگر پہلے اس شخص میں خشیت الٰہی ہوتی ہے تو صداقت کے انکار کے بعد یکدم یا آہستگی سے جاتی رہتی ہے۔ پس صداقت کا انکار کوئی معمولی چیز نہیں۔ جو شخص تقویٰ کی کچھ بھی قدر کرتا ہو اسے اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔" (تفسیر کبیر جلد سوم ص ۱۴)

انصار اللہ

از مکرم آفتاب احمد صاحب بسملؔ، کراچی

دین کی خدمت کام ہے اپنا انصار اللہ نام
تسبیح و تحمید کا ہر دم ورد ہے صبح و شام

انصار اللہ کے ذمہ ہے کتنا اعلیٰ کام
چرچا ہو توحید کا ہر سو پھیلائیں اسلام

دہر کے کونے کونے میں ہو دین کا پرچم اونچا
آپ کے دم سے گھر گھر پہنچے قرآں کا پیغام

چاہیئے ہم کو نیک نمونہ چھوٹوں کو دکھلائیں
اگلی نسلوں کی تربیت ہے انصار کا کام

انصار اللہ کا مطلب ہے، دینِ حق کے ناصر
یہ مقصد نہ حاصل ہو تو بے معنی ہے نام

ساری برکت مرکز کی ہے طاعت سے وابستہ
چاہیئے جان و دل سے ہم کو تعمیلِ احکام

آقا نے تعلیم قرآں کی انصار کے ذمہ
اس سے بڑھ کر اور بھلا کیا عزت کا ہے کام

اللہ کے نزدیک بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ
دین کی خدمت کو جو سمجھیں روحانی انعام

صدقِ دل سے راہِ حق میں کرتا ہے جو کوشش
اس کو خوشنودیٔ حق کا ملتا ہے انعام

انصار اللہ بوڑھے یا کمزور نہیں ہیں ہرگز
اب بھی ان کا عزم جواں ہے سب سے عمدہ کام

اکثر انصار ایسے ہیں جو اللہ کے ہیں پیارے
ان کا ایک بڑا حصہ ہے صاحبِ الہام

بسملؔ ہے انصار کا خادم ایک دعا ہے اس کی
اپنے فضلِ خاص سے مولا کر دے نیک انجام

خلافت کی برکات

— مکرم مولوی محمد جلال صاحب شمس شاہد مربی سلسلہ احمدیہ —

خدا تعالیٰ قادر و توانا ہستی ہے جو ہر کمزوری سے پاک اور ہر قدرت کا مالک ہے۔ وہ دنیا میں اپنی قدرتوں کا اظہار ہر زمانہ میں کرتا ہے اور یہ اظہار کئی طریق سے ہوتا ہے۔ کبھی وہ اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ وہ ان کے ذریعہ اپنی چہرہ نمائی کرتا ہے اور دنیا اس کی قدرت کے جلوؤں کا مشاہدہ کرتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب انبیاء حق و صداقت کی تخم ریزی کرکے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان کی جماعت کو مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ دشمن یہ خیال کرتا ہے کہ یہ جماعت نیست و نابود ہوگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور کئی لوگ ارتداد کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے اور اپنے انبیاء کے ذریعہ لگائے گئے پودے کی آبیاری اور حفاظت کے لئے اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو کھڑا کرتا ہے۔ یہ برگزیدہ بندے انبیاء کرام کے خلفاء ہوتے ہیں جو ان کی وفات کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کرتے ہیں اور ان کے لگائے ہوئے پودوں کی اپنے خونِ جگر سے آبیاری کرتے ہیں۔

خلفاء کا وجود ایک خاص انعام ہوتا ہے جو جماعتِ مومنین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور وہ اپنے دامن میں عظیم الشان برکات کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو بھی یہ انعام دیئے جانے کا مژدہ سنایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ
دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ
اَمْنًا - یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا - وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ
فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور ۵۶)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان

کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خلافت کا وعدہ دیا ہے اور بتایا ہے کہ جب تک وہ مومن اور اعمال صالحہ بجالانے والی رہے گی۔ ان میں اسی طرح خلفاء بنائے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں خلفاء ہوئے اور جو سلوک اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین اور ان کے خلفاء سے کیا وہی سلوک امت مسلمہ کے خلفاء کے ساتھ ہوگا۔

پہلی اقوام کو خلافتِ ملوکیت اور خلافتِ نبوت دونوں عطا ہوئی تھیں جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا

جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (مائدہ ۲۱)

یعنی اس نے تم میں نبی بھی مقرر کئے اور تمہیں بادشاہ بھی بنایا۔

مسلمانوں کے ساتھ بھی خلافتِ نبوت کے ساتھ خلافتِ ملوکیت کا وعدہ ہے مگر آیت زیر بحث میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافتِ نبوت ہی ہے کیونکہ اس کے آگے جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں کی جا سکتیں۔

اس آیہ کریمہ میں جہاں امت مسلمہ کو خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے وہاں خلافت کی بعض اہم برکات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی برکت

پہلی برکت جو خلافت کے نتیجہ میں امت مسلمہ کو حاصل ہوگی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کو تمکنت نصیب ہوگی (وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ) یعنی خلافت کے ذریعہ دینِ اسلام کو شان و شوکت نصیب ہوگی۔ دنیا میں اس کا بول بالا ہوگا اور اس کی آواز دنیا میں گونجے گی۔ اس برکت کا ایک جلوہ تو دنیا نے قرونِ اولیٰ میں دیکھا جب خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام کو ہر میدان میں فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور اسلام کا جھنڈا ساری معلوم دنیا میں لہرانے لگا۔ دوسرا جلوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ دنیا کو دکھایا جانا مقدر تھا۔ چنانچہ آج پھر ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حسین جلوے اور تمکنتِ دین کے نہایت حسین نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج خلافت کی برکت سے اسلام کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے اور اسلام کے غلبہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

دوسری برکت

خوف کا امن سے بدل جانا۔ خلافت کی دوسری عظیم الشان برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس خوف کو دور کر دے گا جو مومنوں کے دلوں میں پیدا ہوگا (وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا) یہ خوف یہی ہوسکتا ہے کہ امتِ محمدیہ میں گمراہی اور ضلالت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو خلفاء کی توجہ اور ان کی دعا کی برکت سے بحیثیت مجموعی ضلالت سے محفوظ رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کتنا بڑا خوف مومنوں کے دلوں میں پیدا ہوا۔ ایک طرف مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ارتداد اختیار کر گئی تھی اور دوسری طرف مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے فتنہ بپا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اس خوف کو حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ دور کر دیا۔ اور اسلام کو دوبارہ قوت اور طاقت نصیب ہوئی

تیسری برکت

عبادتِ الٰہی کا ذوق و شوق۔ خلافت کے ذریعہ تیسری برکت جو مومنوں کو حاصل ہوتی ہے ۔ وہ عبادتِ الٰہی کا ذوق و شوق ہے (يَعْبُدُونَنِي) خلفاء مومنوں کے روحانی سربراہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے متبعین کی اخلاقی اور روحانی نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور ان کے مقصدِ حیات کی طرف راہ نمائی کرتے ہوئے عبادتِ الٰہی کی تلقین کرتے ہیں۔

دراصل عبادتِ الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتیہ کا دل میں پیدا ہونا ضروری ہے اور یہ چیز یقین کامل کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔ خلافت کے ذریعہ مومنوں کی قوتِ یقین میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ وہ خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت اور الٰہی تائید و نصرت کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جس سے ان کے دل یقین اور ایمان کے نور سے بھر جاتے ہیں۔ اس نورِ ایمان اور یقین کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے اور پھر انہیں عبادتِ الٰہی کی چاشنی عطا کی جاتی ہے۔

چوتھی برکت

شرک کا استیصال۔ چوتھی برکت جو خلافت کے ذریعہ مومنوں کی جماعت کو ملتی ہے اور جس کا اس آیۂ کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے شرک کا استیصال ہے (لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا) خدا تعالیٰ کے انبیاء ہر قسم کے شرک سے بیزار ہوتے ہیں اور شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور خالص توحید کو دنیا

میں قائم کرنا ان کا مقصدِ بعثت ہوتا ہے۔ خلافت کے ذریعہ انبیاء کرام کے اس مقصد کی بھی تکمیل ہوتی ہے خلافت کے ذریعہ نہ صرف مومنوں کی جماعت خالص توحید پر قائم رہتی ہے بلکہ وہ توحید کی منادی بن کر ساری دنیا میں اس کے قیام کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ خلافت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ مومنوں کے دلوں میں جرأت اور دلیری پیدا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں غیر اللہ کا خوف ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالےٰ پر ہی توکل کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پانچویں برکت

خلافت کی ایک عظیم الشان برکت جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ محبت و پیار اتفاق اور یکجہتی کا پیدا ہونا ہے (وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) خلافت کے ذریعہ مومنوں کی جماعت اگر ایک طرف سگے بھائیوں کی طرح باہم محبت کرنے والے ہوتے ہیں تو دوسری طرف وہ مخالفوں کے سامنے بنیان مرصوص سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ وہ دشمن کے مقابلہ میں ایسی آہنی دیوار ہوتے ہیں جس پر کسی فتنہ اور سازش کے طوفان کی لہریں اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ وہ خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں ایک غیر متزلزل یقین اور پختہ عزم کے ساتھ ہر کٹھن راہ سے کامیاب و کامران گزر جاتے ہیں۔ ناکامی اور نامرادی انہیں لوگوں کے شاملِ حال ہوتی ہے جو الٰہی بشارتوں اور خدائی وعدوں کی موجودگی کے باوجود ناشکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافت کا انکار کر دیتے ہیں خلافت کا منکر دربارِ الٰہی میں فاسقوں میں شمار ہوتا ہے اور فاسق مومن کے مقابلہ میں ہمیشہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔

پس خلافت اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اے کاش کہ دنیا اس کی قدر کرے۔ خدا کرے کہ ہم سب صحیح معنوں میں خلافت کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی برکات سے حصہ لینے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ آمین

جماعت احمدیہ کیلئے خلافت کا وعدہ

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعائیں

—— از مکرم مبارک محمود صاحب پانی پتی ——

(۴۰) ۲۷ اپریل ۱۹۰۶ء - رَبِّ لَا تُضَيِّعْ عُمُرِي وَعُمُرَهَا وَاحْفَظْنِي مِنْ كُلِّ آفَةٍ تُرْسَلُ إِلَيَّ

(اے میرے رب میری اور اس کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جاویں۔) (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۵ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱) ت ۶۰۳

(۴۱) ۳۰ مئی ۱۹۰۶ء (۱) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ
(۲) أَنْتَ تَرَى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲) ت ۶۳۰

"یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ یہ فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خاں کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔" (اشتہار ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء) ت ۶۳۰ ۔ ۶۵۴

(۴۲) ۷ جون ۱۹۰۶ء - رَبِّ أَرِنِي أَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّةَ

(اے میرے رب مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھا جو محیط کل ہوں)

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲) ت ۶۲۳

(۴۳) ۸ جون ۱۹۰۶ء - اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ

(میرے حضور دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)

"میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دوسری رات میں اس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بے ہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا اور ایک سخت

خارش بدن میں تھی - اس وقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

تب بعد دعا کے مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اس کے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وہ اس کو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اٹھا اور اس نے تمام وہ جانور اکٹھے کرکے ایک چادر میں باندھ دیئے اور کہا اس کو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دور ہوئی یا پہلے مرض دور ہوگئی اور لڑکا فجر تک آرام سے سویا رہا" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۸۷-۸۸) ت ۶۲۵

(۴۴) ۱۹۰۶ء رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَا ھُوَ خَیْرٌ عِنْدَکَ

اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔ ت ۶۵۸

(۴۵) اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ

ضَاقَتِ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے ت ۶۶۱

(۴۶) رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۴) ت ۶۶۲

(۴۷) رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اٰمِیْن

اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ مجھے ملا۔ آمین

(۴۸) ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا

(اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ)

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۷ - مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

(۴۹) نومبر ۱۹۰۶ء۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا

(اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی باشندہ نہ چھوڑ)

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(۵۰) ۲۲ نومبر ۱۹۰۶ء۔ رَبِّ احْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً

(اے میرے رب میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرالیا۔)

(بدر جلد ۲ نمبر ۴۷ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۶ء) ت ۶۸۳

(۵۱) ۲ مارچ ۱۹۰۷ء - اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۸ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء ص۱) ت ۷۰۰

(۵۲) ۷ مارچ ۱۹۰۷ء - رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

(اے خدا! ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر)

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء ص۳) ت ۷۰۱

(۵۳) ۲۳ اپریل ۱۹۰۷ء - اَصْلِحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ

اے میرے خدا! مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح کر

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۷ء ص۳) ت ۷۱۳

(۵۴) ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء رَبِّ اَخْرِجْنِيْ مِنَ النَّارِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ النَّارِ

اے میرے رب مجھے آگ سے نکال۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے آگ سے نکال

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء ص۴) ت ۷۲۳

(۵۵) ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء - رَبِّ اَرِنِيْ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ

(اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔)

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء ص۴) ت ۷۲۴

(۵۶) یکم اگست ۱۹۰۷ء - رَبِّ اجْعَلْنِيْ غَالِبًا عَلٰى غَيْرِيْ

(اے میرے رب! مجھے میرے غیر پر غالب کر)

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء ص۲) ت ۷۲۵

(۵۷) ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء - رَبِّ ارْحَمْنِيْ اِنَّ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ يُنْجِيْ
مِنَ الْعَذَابِ۔

(اے میرے رب مجھ پر رحم فرما۔ تحقیق تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب
سے نجات دیتے ہیں یعنی تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے بچاتے ہیں۔)

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء ص۳) ت ۷۳۴۔

(۵۸) ۶-۷ نومبر ۱۹۰۷ء - رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً
اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش
(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صٓ) ت ۷۴۰

(۵۹) یا اللہ فتح
(بدر جلد ۶ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۰۷ء صٓ) ت ۷۴۲

حضور کی وفات کے بعد شائع ہونیوالے الہامات

(۶۰) ۱۳ جنوری ۱۹۰۰ء - وَاجْعَلْ لِيْ نَافِعًا هٰذِهِ التِّجَارَةَ
(اور میرے لئے یہ تجارت نفع والی بنا۔)
(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۱۰۶) ت ۷۷۸

(۶۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
(سیرت المہدی حصہ اول روایت ۱) ت ۷۹۲

(۶۲) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا طُعْمَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
(اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کی خوراک نہ بنا۔)
(البشریٰ مرتبہ پیر سراج الحق صاحب ص۵۳) ت ۸۰۵

(۶۳) ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ
(اے اللہ تو رحم کر) (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۶۴) ۸ جنوری ۱۹۰۴ء - طَوَّلَ اللّٰهُ عُمُرَكَ - اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَكَ
كَمَّلَ اللّٰهُ اِعْزَازَكَ
(اللہ تیری عمر دراز کرے۔ اللہ تجھے دیر تک باقی رکھے۔ خدا تیرا اعزاز کامل کرے۔)
(کاپی الہامات ۲۳)

(۶۵) ۲ مارچ ۱۹۰۴ء رَبِّ اجْعَلْ بَرَكَةً فِيْهِ
(اے میرے رب اس میں برکت ڈال دے۔)
وقت صبح کے دیکھا کہ ایک کاغذ کا تھیلہ ہے جو روپیہ سے بھرا ہوا ہے وہ مجھ کو کسی نے دیا اور میں نے لے لیا اور رومال سفید میں اس کو باندھنے لگا ہوں اور باندھتے وقت یہ

دُعا پڑھی۔ رَبِّ اجْعَلْ بَرَکَۃً فِیْہِ اور یہ کلمہ بطور الہام تھا اور غنودگی ہوگئی اور دیکھا کہ ایک ٹوکرا انگوروں کے ڈبوں کا بھرا ہوا آیا ہے۔ (کاپی الہامات) ص ۵۰۶

(۶۶) ۹ر نومبر ۱۸۹۲ء رَبِّ تَجَلَّ! رَبِّ تجلّ

(اے میرے رب تجلّی فرما۔ اے میرے رب تجلّی فرما)

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان کی طرف سے آتا ہوں اور نہایت اندھیری اور مشکل راہ ہے اور میں رجماً بالغیب قدم مارتا جاتا ہوں اور ایک غیبی ہاتھ مجھ کو مدد دیتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں قادیان میں پہنچ گیا اور جو مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے وہ مجھ کو نظر آئی۔ پھر میں سیدھی گلی میں جو کشمیریوں کی طرف سے آتی ہے چلا اس وقت میں نے اپنے تئیں ایک سخت گھبراہٹ میں پایا کہ گویا اس گھبراہٹ سے بے ہوش ہوتا جاتا ہوں اور اس وقت باربار ان الفاظ سے دعا کرتا ہوں کہ رَبِّ تَجَلَّ رَبِّ تَجَلَّ اور ایک دیوانہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے اور وہ بھی رَبِّ تَجَلَّ کہتا ہے اور بڑے زور سے میں دعا کرتا ہوں۔ اور اس سے پہلے مجھ کو یاد ہے کہ میں نے اپنے لئے اور اپنی بیوی کے لئے اور اپنے لڑکے محمود کے لئے بہت دعا کی ہے۔ پھر میں نے دو کتے خواب میں دیکھے۔ ایک سخت سیاہ اور ایک سفید اور ایک شخص کہ وہ کتوں کے پنجے کاٹتا ہے۔ پھر الہام ہوا۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (کاپی الہامات) ص ۲۰۸

(۶۷) ۱۸ر ستمبر ۱۸۹۳ء۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ ھٰذِہٖ الرُّؤیَا

اے اللہ اس رؤیا کو میرے لئے برکت والا بنا

(متفرق یادداشتیں ص ۲۴۸)

تلخی کی زندگی اختیار کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔"

(الوصیۃ)

مجلس انصار اللہ کا سولھواں مرکزی سالانہ اجتماع

زعماء/زعماء اعلیٰ انصار اللہ خصوصی توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال مجلس انصار اللہ کے سولھویں سالانہ اجتماع کے لئے ۱۵-۱۶-۱۷ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ اِس بابرکت اجتماع پر خدا اور خدا کے رسولؐ کی باتیں، حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات، بزرگوں کی نصائح سننے اور مرکز کی زیارت کا موقعہ ملتا ہے۔ ہمارا یہ بابرکت اجتماع انابت الی اللہ اور دعاؤں کا ایک خاص ماحول مہیا کرتا ہے۔ شامل ہونے والے اپنے دلوں کو صیقل کرکے یہاں سے واپس جاتے ہیں۔ نفوس کی تربیت اور دلوں میں خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کا انمول موقعہ ہے۔ ازراہِ کرم اس اجتماع میں آپ خود بھی تشریف لائیں اور دوسروں کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی تحریک فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

اجتماع کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کو مدّنظر رکھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۱) دستورِ اساسی انصار اللہ کا قاعدہ ۲۰۰ یہ ہے:-

"ناظمین اعلیٰ، ناظمینِ اضلاع نیز زعمائے اعلیٰ اور زعماء کی مرکزی اجتماع میں حاضری ضروری ہوگی سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت لے لیں۔"

(۲) شوریٰ انصار اللہ کے لئے ایجنڈا زیرِ ترتیب ہے۔ آپ اپنی مجلس کی طرف سے تجاویز بھجوائیں اس کا طریق یہ ہے کہ ان کی منظوری مقامی مجلس عاملہ سے لی جائے اور ان کو معیّن الفاظ میں خوشخط لکھ کر جلد مرکز میں بھجوا دیا جائے تجاویز بھجوانے کی آخری تاریخ ۵ تبوک/ستمبر ہے۔

(۳) قواعد کے مطابق ہر بیس ارکان یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ مجلس شوریٰ کیلئے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ براہِ کرم اپنی مجلس کے ارکان کا انتخاب کروا کے جلد مرکز کو بھجوائیں۔ ناظمین اعلیٰ، ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے رکن ہوں گے

(۴) سالانہ اجتماع کے انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔ ازراہِ کرم اپنی مجلس کا اجتماع کا سارا چندہ وصول کرکے مرکز میں ضرور بھجوا دیں تاکہ جملہ انتظامات بروقت ہو سکیں۔ آپ کے تعاون کا شکریہ

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم منعقدہ ۱۳ احسان / جون ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء

لمحۂ فکریہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس کے زیر اہتمام جو سہ ماہی امتحانات منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں شریک ہونے والوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ ۱۹۶۶ء کی سہ ماہی سوم اور چہارم میں شریک ہونے والوں کی تعداد ۱۰۰۰ تھی۔ لیکن اس سال سہ ماہی دوم میں یہ تعداد بڑھ کر ۹۴۴ تک پہنچ گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اس تعداد کے بڑھنے میں مجالس ربوہ۔ لاہور۔ لائل پور اور کراچی کے عہدہ داران۔ زعماء اور زعماء اعلیٰ کی کوششوں کا بڑا دخل ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین

دوسری مجالس کے عہدہ دار اور اراکین بھی اگر کوشش کریں تو تعداد میں کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔ مختلف مجالس کی طرف سے جس قدر اراکین نے سہ ماہی دوم کے امتحان میں شرکت کی۔ ان کی تفصیل جدول کی شکل میں درج ذیل ہے۔ اس تفصیل سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض مجالس کا کام نمایاں طور پر اچھا رہا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت کم مجالس امتحانات میں شرکت کرتی ہیں۔ ضلع کی لیول پر کس قدر محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ بھی اس جدول سے ظاہر ہے۔ توقع ہے کہ تمام ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء حضرات اس جدول کا بغور معائنہ کرنے کے بعد آگے قدم بڑھائیں گے۔ اور صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض بڑی مجالس مثلاً ربوہ، لاہور، کراچی اور لائل پور وغیرہ میں مجلس کے مقامی عہدہ دار ہر امتحان سے قبل متعلقہ معلومات ایک سرکلر کی شکل میں شائع کرتے ہیں۔ یہ طریق بہت عمدہ ہے اور اس سے کافی دوستوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ضروری معلومات تھوڑے سے وقت میں یکجائی صورت میں حاصل ہو جاتی ہیں اور ہر فرد کو متعلقہ مواد جمع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ایسے نوٹوں کی جماعت کے ہر طبقہ میں اشاعت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تعلیم کا یہ عمدہ ذریعہ ہے۔

سہ ماہی دوم کے امتحان میں بحیثیت مجموعی ۴۴ مجالس کے ۹۴۴ اراکین نے حصہ لیا۔ ان میں ۸۶۱ نے معیار اوّل میں شرکت کی اور ۸۳ نے معیار دوم میں۔ مکرم میجر سید محمود احمد شاہ صاحب بخاری حلقہ مارٹن روڈ کراچی اول اور مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کاہلوں دارالصدر شمالی ربوہ دوم رہے۔

سہ ماہی سوم کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۱۵ تا ۱۲ تبوک / ستمبر کو منعقد ہوگا۔ اس کا نصاب یہ ہے :۔
۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۲ نصف آخر
۲۔ دو دو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزبان اردو۔ عربی اور فارسی
۳۔ خلافت کی تین برکات
۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ تصانیف کے نام

امتحان سہ ماہی دوم میں شریک ہونے والی مجالس کی ضلعوار تفصیل

نمبر شمار	نام ضلع / مقام	ضلع میں مجالس کی تعداد	شریک ہونے والی مجالس کی تعداد	نام مجالس جنہوں نے شرکت کی معہ تعداد اراکین
۱	ربوہ	-	۱	کل تعداد ۱۷۶
۲	تھرپارکر	۱۶	۳	چک ۲۷۰ کا چیلو ۲ - محمد آباد اسٹیٹ ۲ - لطیف نگر فارم ۲
۳	سرگودہا	۵۵	۵	سرگودہ شہر ۵ - خوشاب ۲ - چک ۳۳ ۳ - چک ۳۵ ۱ - چک ۱۸ ۱ -
۴	شیخوپورہ	۴۱	۴	شیخوپورہ شہر ۸ - چوہڑکانہ منڈی ۳ - سانگلہ ہل ۲ - چک ۱۱۷ ۲ -
۵	جھنگ	۱۸	۲	جھنگ صدر ۱۱ - چنیوٹ ۴
۶	لائلپور	۵	۳	الور آباد ا - کھنڈو ا - باڈہ سن ۱
۷	گوجرانوالہ	۴۸	۵	گوجرانوالہ شہر ۴ - فیروز والہ ۷ - گرمولہ ورکاں ۱۲ - ترگڑی ۲ - گکھڑ منڈی ۱
۸	سکھر	۲	۱	سکھر شہر ۲
۹	ملتان	۴۲	۱	خانیوال ۳
۱۰	گجرات	۴۴	۳	گجرات شہر ۷ - گولیکی ۳ - شادیوال ۳
۱۱	کوئٹہ بلوچستان	۴	۳	کوئٹہ ۱۱ - چمن ۱ - سبی ۱
۱۲	سیالکوٹ	۸۲	۱	سیالکوٹ شہر ۳

۱۳	کراچی	-	۱	۱۸۵
۱۴	لائل پور	۶۰	۴	لائلپور شہر ۵۳ ۔ چک ۵٦ ر ب ۱ ۔ چک ۱۲۱ ر ب گوکھووال ۱۰ چک ۳۱۲ ر ب - ۳
۱۵	جہلم	۱۲	۱	جچوال ۳
۱٦	مظفر گڑھ	۱۵	۱	علی پور ۱
۱۷	حیدر آباد	۱۷	۱	حیدر آباد شہر ٦
۱۸	بہاولنگر	۱۸	۱	بہاولنگر شہر ۳
۱۹	ساہی وال	۳۳	۱	ساہیوال شہر ۲
۲۰	راولپنڈی	۱۰	۱	راولپنڈی شہر ۲۰
۲۱	لاہور	۲۰	۱	لاہور شہر ۲۴۳
	باقی ضلاع	-	صفر	صفر
			۴۴	۹۴۴

نوٹ :- کامیاب ہونے والے اراکین کے ناموں کی تفصیل ہر مجلس کو الگ الگ بھجوائی جارہی ہے ۔ کاغذ کی دقّت کے پیشِ نظر ماہنامہ میں اُن کی اشاعت مشکل ہے ۔

حبیب اللہ خان قائد تعلیم

خدا کے پسندیدہ لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے ۔"

(الوصیۃ)

تجاویز برائے شوریٰ انصاراللہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال مجلس انصار اللہ کا سولہواں مرکزی اجتماع مورخہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ ماہ اکتوبر کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے اس موقعہ پر مجلس شوریٰ انصار اللہ کا انعقاد بھی ہوتا ہے۔ شوریٰ کا ایجنڈا زیر ترتیب ہے، تمام مجالس سے درخواست ہے کہ وہ شوریٰ کے ایجنڈا کے لئے تجاویز بھجوائیں۔ اس کا طریق یہ ہے کہ زعیم / زعیم اعلیٰ اپنی مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد تجویز / تجاویز معین الفاظ میں لکھ کر مرکز میں بھجوا سکتے ہیں قواعد کے مطابق ایسی تجاویز پر غور نہیں ہو سکتا جو مجلس عاملہ میں پیش ہو کر منظور نہ ہو چکی ہوں۔ وقت تھوڑا ہے مجالس کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم

سہ ماہی سوم کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۱۰ تبوک (ستمبر) بروز جمعہ برائے ربوہ اور ۱۲ تبوک برائے بیرونجات منعقد ہوگا نصاب درج ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۲ نصف آخر

۲۔ دو دو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزبان اردو، عربی اور فارسی

۳۔ خلافت کی تین برکات

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ تصانیف کا نام

تمام ناظمین اعلیٰ، ناظمین اضلاع، زعماء، زعماء اعلیٰ سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں تمام اراکین تک اس اعلان کو پہنچا دیں اور کوشش فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ اراکین اس امتحان میں شریک ہوں۔ نیز مرکز کو قبل از وقت مطلع فرمائیں کہ انہیں امتحان کے لئے کتنی تعداد میں پرچے مطلوب ہوں گے تاکہ اس کے مطابق طباعت کا انتظام کیا جاسکے۔

خاکسار۔ حبیب اللہ خاں قائد تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اہم نصیحت

تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ - اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے - کیا ہی گندہ اور نا پاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی نا پاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے سو تم جو میرے ساتھ ہو - ایسے مت ہو تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے - کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو ؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کیلئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئیندہ ہو گی - بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں - خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو - آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلی درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کیلئے اترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں - ترقی کرو - ترقی کرو - اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی - کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے ''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۴ - ۱۵)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -